کی بھی ضرورت نہیں۔ روس میں ایسے عناصر موجود ہیں جو ملکی استحکام کا باعث بن سکتے ہیں۔ صدر یلسن کے علاقائی گورنروں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو ماسکو کی حمایت کے بغیر ہی روس کے ایک بڑے حصے پر حکمرانی کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

صدارتی انتخابات میں کمیونسٹوں کی شکست کے نتیجے میں ان کی حوصلہ شکنی بھی روسی استحکام کے لیے ایک حوصلہ افزا علامت ہے۔ اگرچہ کمیونزم کو مردہ قرار دینے سے قبل ہمیں خزاں میں ہونے والے روس میں علاقائی انتخابات کے نتائج کا انتظار کرنا ہوگا۔

روس میں سیاسی استحکام کے حصول کا ایک اہم ذریعہ منڈی کی معیشت کی ترویج ہے۔ خواہ روس پر حکمران کوئی بھی ہو منڈی کی معیشت کی افادیت اور اہمیت مسلّمہ ہے۔ روس میں متوسط طبقے میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے۔ یہی طبقہ جمہوریت میں ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے۔ صدر یلسن کی جیت کے نتیجے میں روس کو وافر مقدار میں سرمایہ ملنے لگا ہے۔ آئی - ایم - ایف نے بھاری مقدار میں قرض دیا ہے۔ روسی سٹاک ایکسچینجز میں نمایاں بہتری آئی ہے۔ بیرون ملک روسی سرمایہ کار اپنا سرمایہ واپس روس منتقل کر رہے ہیں۔ انتخاب سے قبل ان سرمایہ کاروں نے یہ سرمایہ بیرون ملک منتقل کر دیا تھا۔ یورپی کونسل کو چاہیے کہ وہ اپنے تازہ ترین رکن ملک میں انسانی حقوق اور شہری حقوق کے احترام کی حوصلہ افزائی کے لیے مقدور بھر کوششیں کرے۔ مغرب کو چاہیے کہ ماحولیات سے لے کر اسلحہ کی ناجائز تجارت کی روک تھام تک اور روس کی جمہوریت کے لیے باعث خطرہ بننے والے مغرب مخالف جذبات کے سدّباب کے لیے روس کو بین الاقوامی محافل میں اثر ورسوخ بڑھانے کے مواقع فراہم کرے۔ مذکورہ حکمت عملی [جسے اپنایا جاسکتا ہے اور اپنایا جانا چاہیے] قطع نظر اس بات کے کہ روس میں حکومت کس کی ہے، زیادہ معقول ثابت ہوگی بنسبت اس کے کہ تمام اُمیدیں صرف ایک ہی نحیف و نزار شخص (یلسن) سے وابستہ کی جائیں۔

آزاد ممالک کی دولت مشترکہ اور مغرب

نگورنو کارا باخ تنازعہ اور OSCE

اے ایف پی نے نگورنو کارا باخ کے علیحدگی پسندوں کی قیادت کے حوالے سے خبر دی ہے کہ آذر بائیجان یورپی سلامتی کی تنظیم او ایس سی ای (OSCE) سے مطالبہ کرے گا کہ وہ نگورنو کارا باخ کے علاقے میں جاری علیحدگی پسندی کی تحریک کو غیر قانونی قرار دینے کے لیے بیان جاری کرے۔

کاراباخ خطے کی علیحدگی پسند حکومت کے وزیر خارجہ آرکدی خوگاسیان نے کہا ہے کہ آذر بائیجان نگورنو کاراباخ کے علیحدگی پسندوں کے خلاف سفارتی محاذ آرائی پر اُتر آیا ہے۔ اس موقع پر اُنھوں نے کہا:

"آذر بائیجان کی خواہش ہے کہ بین الاقوامی برادری اس کی علاقائی سلامتی کے بارے میں قرارداد یا مشترکہ اعلامیہ جاری کرے۔ ایسا مطالبہ ہمارے لیے ناقابل قبول ہوگا اور آرمینیا اسے ویٹو کردے گا"۔

نگورنو کاراباخ نے ۱۹۹۱ء میں آذر بائیجان سے آزادی کا اعلان کیا تھا۔ اور بین الاقوامی برادری سے اپنی حیثیت تسلیم کروانے کے لیے تب سے آج تک آذر بائیجان کے خلاف برسرِپیکار ہے۔ یہ خطہ آذر بائیجان کے وسط میں واقع ہے۔ لیکن اس کی آبادی میں آرمینیائی باشندوں کو غالب اکثریت حاصل ہے۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۴ء تک خطّے کے آرمینائی اکثریتی باشندوں اور آذری فوج کے درمیان چھ سالہ جنگ کے دوران نگورنو کاراباخ تباہی سے ہمکنار ہوا ہے۔ ۳۰،۰۰۰ افراد جنگ کی نذر ہو چکے ہیں۔ جمہوریہ آرمینیا نگورنو کاراباخ علیحدگی پسندوں کی حمایت کرتی ہے۔ آذر بائیجان اور آرمینیا دونوں OSCE کے رکن ممالک ہیں۔ فن لینڈ کے شہر ہلسنکی میں نگورنو کاراباخ کے سیاسی مستقبل کے بارے میں مذاکرات کے آخری دور میں بھی کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ اگرچہ ۱۹۹۴ء سے فریقین کے درمیان جنگ بندی معاہدہ پر بڑی حد تک عمل درآمد ہو رہا ہے، تاہم آذر بائیجان، آرمینیا اور خود نگورنو کاراباخ کے علیحدگی پسند نمائندے خطے کے سیاسی مستقبل کے سلسلہ میں کسی حتمی نتیجے پر پہنچنے میں ناکام رہے ہیں۔ ہلسنکی میں منعقدہ مذاکرات کے دور میں بھی کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ یہ مذاکرات نومبر ۱۹۹۶ء میں شروع ہوئے۔ ان مذاکرات کے شرکاء میں خوگاسیان بھی شامل تھے۔ اُنھوں نے تسلیم کیا کہ مذاکرات کے دوران زبردست کشیدگی پائی گئی۔

اس کشیدگی میں اس وقت مزید اضافہ ہو گیا جب ہزاروں آرمینائی باشندوں نے ۱۹۹۶ء کے وسط میں رابرٹ کوچاریاں کو نگورنو کاراباخ کا دوبارہ صدر منتخب کر لیا۔ آذر بائیجان نے ان انتخابات کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اُنھیں مسترد کر دیا۔ روس نے انتخابات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے انتخابات کی مذمت کرتے ہوئے اُنھیں حقوق انسانی کی سنگین خلاف ورزی قرار دیا۔ امریکہ نے ان انتخابات کو امن کے لیے شدید خطرہ قرار دیا اور ان کی مذمت کی۔ نگورنو کاراباخ پارلیمنٹ نے کوچاریاں کو ۱۹۹۴ء میں صدر منتخب کیا تھا۔ آذری فوجوں کی آرمینائی علیحدگی پسندوں کے ہاتھوں شکست کی منصوبہ بندی کوچاریاں نے ہی کی تھی۔